جو مسئلہ سمجھ میں نہ آئے وہ کسی مستند و ماہر مفتی سے معلوم کرلیں۔۔ (ابوزبیر)

آپ کے مسائل اور اس کے جوابات

از مفتی محمد صاحب

مضامین:

☆ ایصالِ ثواب کے لیے خاص ایام میں مسجد میں چاول تقسیم کرنا

☆ لوط نام رکھنا اور ''لوطی'' لفظ استعمال کرنا

☆ بعض پرندوں کے ہوا میں پروں کو حرکت نہ دینے کی حقیقت

☆ موجودہ حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کا حکم ☆ قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ

☆ شدید تکلیف میں نفلی روزہ توڑنے کا حکم ☆ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کا حکم

☆ شادی نہ ہوئی ہو تو روزے رکھنے کا حکم

☆ بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے فضائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایصالِ ثواب کے لیے خاص ایام میں مسجد میں چاول تقسیم کرنا:

سوال: ہمارے گاؤں میں جب کوئی فوت ہو جائے تو میت کے عزیز و اقارب شب ِجمعہ اور یوم ِجمعہ کو مسجد میں چاول لاتے ہیں، اس میں ایک خرابی تو یہ ہے کہ تقسیم کے وقت مسجد میں کافی شور وغل مچ جاتا ہے، دوسرے کوئی نہ کوئی تو روز ہی مرتا ہے اس لیے خیرات کا یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے۔ پوچھنا یہ ہے کہ اس بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ یہاں کے علماء خاموش ہیں۔ (وسیم احمد۔ نوشہرہ)

جواب: اس طرح جمعہ کے دن کی تخصیص اور خاص رسم ورواج کی پابندی کے ساتھ چاول وغیرہ تقسیم کرکے خیر خیرات کرنے کا طریقہ محض ایک رسمی کارروائی ہے، جو بدعت کے زُمرہ میں آتی ہے۔

شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، اس طریقہ پر خیرات کرنے سے نہ صرف یہ کہ میت کو کوئی ثواب نہیں پہنچتا بلکہ یہ رسم پوری کرنے والوں کو اُلٹا گناہ ہوتا ہے، اس لیے اس طریقہ سے ایصالِ ثواب کرنا سراسر ناجائز ہے اور دین میں اس کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ علماءِ کرام پر لازم ہے کہ اس طریقہ کی قباحت وشناعت سے لوگوں کو آگاہ کریں اور ان کو ایصالِ ثواب کا درست طریقہ بتائیں۔

ایصالِ ثواب کا درست اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ میت کی میراث تقسیم کرنے کے بعد جو وارث چاہے، اپنے حصہ سے رسم ورواج اور تکلفات سے بچتے ہوئے حسب توفیق نقدی کی شکل میں جتنا چاہے، کسی بھی خیر کے کام میں خرچ کردے یا مساکین پر صدقہ کردے اور اس کا ثواب میت کو پہنچائے۔ اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے مسکین اپنی سب سے زیادہ اہم ضرورت پوری کرے گا۔ دوسرا فائدہ یہ کہ یہ صورت ریاکاری سے پاک ہے۔

فی الحدیث قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم :

"من أحدث في أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد" (متفق علیه)

لوط نام رکھنا اور ''لوطی'' لفظ استعمال کرنا:

سوال: حضرت لوط علیہ السلام کے نام پر نام رکھنا صحیح ہے؟ یہ نام لوگ ایک غلط کام لواطت کی طرف منسوب کرتے ہیں، کیا یہ ایک پیغمبر علیہ السلام کی بے ادبی نہیں ہے؟ (وسیم احمد ۔ نوشہرہ)

جواب: لوط کے لفظ میں نسبت وغیرہ کچھ نہیں، اس لیے یہ نام رکھنا بالکل جائز ہے، اور ''لوطی'' کے لفظ میں نسبت ہے مگر وہ ''عملِ قومِ لوط'' کی طرف کی جاتی ہے، حضرت لوط علیہ السلام کی طرف نسبت مقصود نہیں ہوتی، اس لیے اس کلمے کا استعمال جائز ہے۔ مگر اس میں وہم بہرحال اس کا بھی ہوتا ہے کہ یہ لفظ حضرت لوط علیہ السلام کی ذات کی طرف منسوب ہے، اس لیے اس لفظ کے استعمال سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

بعض پرندوں کے ہوا میں پروں کو حرکت نہ دینے کی حقیقت:

سوال: میں اکثر و بیشتر جب اپنے گھر کے آنگن میں لیٹ کر فضا کی طرف دیکھتا ہوں تو تفکر فی خلق اللہ کرتا ہوں، اکثر پرندے جو فضا میں اُڑتے نظر آتے ہیں وہ اپنے بازوؤں کو متحرک رکھتے ہیں اور منزل پر پہنچتے ہیں مگر بعض پرندے اکثر و بیشتر بغیر بازوؤں کو حرکت دیے فضا میں رواں دواں رہتے ہیں، نہ ان کے آگے سے کھینچنے والا کوئی فرشتہ نظر آتا ہے نہ کوئی پیچھے سے ہانکنے والا، پوچھنا یہ ہے کہ پرندوں میں سے چیل وغیرہ ہی کو یہ سہولت دی گئی ہے، کیا اس کے متعلق کوئی تاریخی پس منظر یا شرعی واقعہ ہے یا یہ صرف مالکِ ارض وسماء کی قدرت کا ایک کرشمہ ہے؟ (ایک سائل ۔ لاہور)

جواب: یہ مالک ارض وسماء کی قدرت کا کرشمہ ہی ہے، اس سے متعلق کوئی تاریخی واقعہ یا شرعی پس منظر ہمارے علم میں نہیں۔

موجودہ حالات میں قنوتِ نازلہ پڑھنے کا حکم:

سوال: قنوتِ نازلہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیونکہ آج کل امریکا کے عزائم سب کو معلوم ہیں اور غالبًا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ اب تم دشمنوں کے تیروں کا رُخ اپنی طرف دیکھو تو قنوتِ نازلہ پڑھا کرو، اس تناظر میں آج کل قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟ (ایک سائلہ)

جواب: واضح رہے کہ قنوتِ نازلہ پڑھنے کا مقصد اور حقیقت اللہ تعالیٰ سے کافروں اور ظالموں کے خلاف مدد و نصرت طلب کرنا اور مسلمانوں کی فتح و کامرانی کی دعا کرنا ہے اور دعا کی قبولیت کا عام قاعدہ یہ ہے کہ دعا اس وقت قبول ہوتی ہے جب دعا کرنے والے اپنے گناہوں سے توبہ تائب ہو کر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں، آج کل لوگ گناہ تو چھوڑتے نہیں، قنوتِ نازلہ پڑھنے کو ہی کافی سمجھتے ہیں، اس لے جب قنوتِ نازلہ پڑھنے سے بھی حالات نہیں بدلتے تو مایوس ہوتے ہیں، اس لیے پہلی بات تو یہ ہے کہ مسلمانوں پر کفار کے ظلم و جارحیت کی صورت میں جو عذاب مسلط ہے، اس سے نجات کے لیے سب سے زیادہ ضروری کام یہ ہے کہ مسلمان گناہوں کو ترک کریں اور جو گناہ کر چکے ہیں اُن پر اللہ تعالیٰ کے حضور گڑ گڑا کر مغفرت طلب کریں۔

دوسری بات یہ ہے کہ نازلہ کا مطلب عمومی آفت اور مصیبت ہے لہٰذا قنوتِ نازلہ ایسی کسی عمومی آفت کے وقت ہی پڑھنے کا حکم ہے جیسے طاعون' وبائی امراض یا شدید حالتِ جنگ وغیرہ، عام آفت اور معمولی جنگ کے وقت قنوتِ نازلہ پڑھنا مشروع نہیں۔

ان وضاحتوں کی روشنی میں آج کل بھی اگر کسی اسلامی ملک میں مسلمان شدید جنگی حالات سے دو چار ہوں تو ایسے حالات میں مسلمانوں کو قنوتِ نازلہ پڑھنی چاہیے۔

قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ:

سوال: قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ کیا ہے؟ کیا صرف فجر کی نماز میں پڑھ سکتے ہیں یا سب نمازوں میں

پڑھنا جائز ہے، براہِ کرام تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔اگر جماعت کے ساتھ پڑھنے میں مسائل ہوں جیسے ایک دفعہ پہلے بھی پابندی لگی تھی تو انفرادی طور پر پڑھ سکتے ہیں؟ (ایک سائلہ)

جواب: قنوتِ نازلہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام آفت کے وقت امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قنوت نازلہ پڑھے، دیگر نمازوں میں قنوتِ نازلہ پڑھنا حنفیہ کے ہاں منسوخ ہے،اسی طرح انفرادی نماز میں بھی قنوتِ نازلہ نہیں پڑھنا چاہیے۔

شدید تکلیف میں نفلی روزہ توڑنے کا حکم:

سوال: میری یہ عادت ہے کہ میں رمضان کے علاوہ ہر مہینے جمعرات اور پیر کا روزہ رکھتی ہوں، 17 صفر کو میں نے پیر کا روزہ رکھا تھا کہ اچانک میری طبیعت خراب ہوگئی' دل کی دھڑکن خطرناک حد تک تیز ہوگئی جس کی وجہ سے میرے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوگئے، دل اور معدے میں بھی ہلکا سا درد شروع ہوگیا، یہ تکلیف برداشت سے باہر تھی مگر میں کلمے کا ورد کرکے خود پر کنٹرول کرتی رہی، دل کی رفتار ذرا سی کم ہوئی اور میں وضو کیلئے اُٹھی تو پھر وہی کیفیت ہوگئی، میرے لیے چلنا مشکل ہوگیا، آدھا گھنٹا کلمے کے ورد کی بدولت تکلیف کم ہوگئی، مگر ذرا اُٹھتی تو پھر وہی حال ہو جاتا، اس حالت میں بھی میں روزۃ توڑنا نہیں چاہتی تھی، مگر بھائی نے کہا کہ اپنی جان پر اتنا ظلم نہیں کرنا چاہیے، روزہ توڑ دو، تکلیف میں بندہ روزہ توڑ سکتا ہے۔میں نے روزہ توڑ دیا، روزہ توڑنے کے ایک گھنٹے بعد بغیر دوائی کھائے میں ٹھیک ہوگئی، مجھے پچھتاوا ہوا کہ میں نے کیوں روزہ توڑ دیا تھا، اب آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ رمضان کے علاوہ دوسرے روزوں کو توڑنے کا کفارہ ہوتا ہے یا نہیں؟ اگر ہوتا ہے تو وہ کیا ہے؟ برائے کرم وضاحت سے جواب دیں کہ میرے لیے کیا حکم ہے؟ میں نے روزہ ثواب حاصل کرنے کے لیے رکھا تھا۔

(ایک سائلہ۔گوجرانوالہ)

جواب: ایسی حالت میں تو فرض روزہ توڑنا بھی جائز ہے، نفلی روزہ توڑنا تو بطریق اولیٰ جائز ہے اور نفلی

روزہ توڑنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا، البتہ اب آپ پر اس نفلی روزہ کے بدلہ میں دوسرا قضا روزہ رکھنا واجب ہے۔

پیر اور جمعرات کا روزہ رکھنے کا حکم:

سوال: کیا یہ درست ہے کہ جمعرات اور پیر کا روزہ رکھنا ثواب ہے؟ (ایک سائلہ ۔ گوجرانوالہ)

جواب: جی ہاں! پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھنے میں ثواب ہے۔

شادی نہ ہوئی ہو تو روزے رکھنے کا حکم:

سوال: جس لڑکے یا لڑکی کی شادی نہ ہوتی ہو یا وہ کرنا نہ چاہتے ہوں یا ان کی عمر نکل جائے تو ان کو روزے رکھتے رہنا چاہیے؟ جواب دے کر ممنون فرمائیں۔ (ایک سائلہ ۔ گوجرانوالہ)

جواب: جس پر خواہش کا غلبہ ہو اور گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو اس کے لیے بطورِ علاج روزے رکھنے کا حکم آیا ہے، اگر اس طرح کا اندیشہ نہیں تو روزہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

بیٹیوں کی پرورش اور ان کے ساتھ حسن سلوک کے فضائل:

سوال: اگر کوئی والد اپنی بیٹیوں کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آئے اور ان پر بیٹوں کو ترجیح دے تو اس کا کیا حکم ہے؟ کیا بیٹیوں کا باپ پر کوئی حق نہیں اور کیا بیٹیوں کی پرورش کی شریعت میں کوئی فضیلت نہیں آئی؟ (ایک سائل)

جواب: بیٹیوں کے ساتھ امتیازی سلوک کرنے یا بدسلوکی کرنے کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں، شرعاً جس طرح اولاد پر والدین کا حق ہے کہ اولاد اُن سے ادب و احترام اور خیر خواہانہ رویہ سے پیش آئیں، جائز اُمور میں اُن کی اطاعت و فرمانبرداری کریں اور بوقتِ ضرورت اپنی جان و مال سے اُن کی خدمت کریں، وہاں اولاد خواہ بیٹے ہوں یا بیٹیاں اُن کا بھی والدین پر یہ حق بنتا ہے کہ والدین اُن کے ساتھ

www.alkalam.pk

شفقت ومحبت اور خیر خواہی سے پیش آئیں، اگر وہ نابالغ یا بالغ محتاج ہیں تو اُن کے نان نفقہ کا انتظام کریں اور اختیاری اُمور میں جہاں تک ہو سکے اُن کے ساتھ برابری اور انصاف کا معاملہ کریں اور بدسلوکی کرنے کی تو اسلام میں پڑوسیوں اور عام مسلمانوں کے ساتھ بھی اجازت نہیں، اپنی اولاد کے ساتھ ناانصافی یا بدسلوکی کے جواز کا کیا تصور ہوسکتا ہے؟ بیٹیاں عورت ہونے کے ناطے کمزور مزاج اور شادی سے پہلے بے آسرا ہوتی ہیں، اس لحاظ سے وہ والدین کی شفقت ومحبت اور حسن سلوک اور خیر خواہی کی زیادہ محتاج ہوتی ہیں، اس لیے حدیث شریف میں بیٹیوں کی پرورش اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کے بہت فضائل آتے ہیں، چند احادیث ترجمہ کے ساتھ ذیل میں ملاحظہ ہوں:

”من ابتلی من هذه البنات بشیء فأحسن إلیهن کنّ له ستراً من النّار.“ (متفق علیه بحواله مشکوٰة: ۲/۴۲۱)

ترجمہ: ”جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کا باپ بنا کر آزمائش میں ڈالا گیا اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آیا، تو یہ بیٹیاں قیامت کے دن اس کے لیے آگ سے بچاؤ کا ذریعہ ہوں گی۔

”من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیامة أنا وهو هکذا، وضمّ أصابعه.“ (رواه مسلم بحواله مشکوٰة: ۲/۴۲۱)

ترجمہ: جس شخص نے دو بچیوں کی پرورش کی وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ میں اور وہ اس طرح ہوں گے اور (یہ فرما کر) آپ نے اپنی انگلیاں مبارک ملالیں۔

”من عال ثلاث بنات أو مثلهن من الأخوات فأدبهن ورحمهن حتی یغنیهن الله أوجب الله له الجنة فقال رجل یارسول الله! أو اثنتین قال أو اثنتین، حتی لو قالوا أو واحدة لقال واحدة.“ الخ (مشکوٰة: ۲/۴۲۳ عن شرح السنة)

ترجمہ: ”جو شخص تین بیٹیوں یا اتنی بہنوں کا بوجھ اٹھائے، ان کو ادب آداب سکھائے اور ان کے ساتھ

رحمت کے ساتھ پیش آئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو (مال، شوہر یا موت دے کر اس سے) مستغنی کردے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے لیے جنت واجب فرمادیتے ہیں۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر بیٹیاں یا بہنیں دو ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یا دو ہوں (یعنی دو کی پرورش پر بھی یہی وعدہ ہے) راوی کہتے ہیں کہ اگر صحابہ کرام ایک بیٹی کے بارہ میں بھی پوچھتے تو آپ یہی جواب ارشاد فرماتے۔

”من كانت له أنثى فلم يأدها ولم يُهنها ولم يؤثر ولده عليها يعنى الذكور أدخله اللّٰه الجنة.“ (رواه أبو داؤد بحواله مشكوٰة: ٤٢٣/٢)

یعنی جس کی کفالت میں کوئی بچی (بیٹی یا بہن) ہو اور وہ اسے زندہ درگور نہ کرے، اس کی اہانت نہ کرے اور اس پر اپنی نرینہ اولاد کو ترجیح نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائیں گے۔

ان احادیث کی روشنی میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں کہ بیٹیوں اور بچیوں کی پرورش کرنے اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے شریعت میں کتنے فضائل ہیں۔

پیشکش: ابوزبیر

[www_alkalam_pk@yahoo.com]